© rasailojaraid.com

دروسِ فقہ

(۲)

(از ڈاکٹر محمد معروف دوالیبی پروفیسر اسلامی قانون لا کالج شام)

اجماع اجماع لغت میں عزم (پختہ ارادہ) کو کہتے ہیں جب کوئی شخص کسی کام کی پختہ اور مستحکم نیت کر لیتا ہے تو کہا جاتا ہے: اَجْمَعَ فُلَانٌ عَلٰی کَذَا (فلاں شخص نے اس کام کا پختہ ارادہ کر لیا)۔ اجماع بمعنی عزم کا استعمال قرآن میں بھی جا بجا ملتا ہے مثلاً فَاَجْمِعُوْا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَاءَکُمْ (اور تم اپنے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کو ساتھ لے کر ایک اٹل فیصلہ کر لو۔ یونس: ۷۱)۔

اجماع کے دوسرے لغوی معنی اتفاق کے ہیں۔ مثلاً جب لوگ مل کر کسی معاملے میں متفق الرائے ہو جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے اَجْمَعَ الْقَوْمُ عَلٰی کَذَا (تمام لوگوں نے فلاں معاملے پر اجماع کر لیا یعنی اتفاق کر لیا)۔

اِن دونوں معنوں میں فرق یہ ہے کہ اجماع بمعنی عزم کا وقوع ایک فرد سے بھی متصور ہو سکتا ہے لیکن اجماع بمعنی اتفاق دو یا دو سے زیادہ افراد کے بغیر ظہور پذیر نہیں ہو سکتا۔

اصول الفقہ کی اصطلاح میں اجماع کی تعریف یہ ہے:

هُوَ اتِّفَاقُ الْمُجْتَهِدِيْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيْ عَصْرٍ عَلٰى اَمْرٍ مِّنَ الْاُمُوْرِ	مجتہدینِ امت کا کسی دور میں کسی شرعی معاملے میں متفق الرائے ہو جانا۔

جب کوئی ایسا قضیہ درپیش ہو جس کے بارے میں کتاب اللہ یا سنتِ رسول اللہ میں سے کوئی منصوص حکم نہ مل رہا ہو تو ایسی صورت میں خود کتاب و سنت کی رُو سے قضیہ زیرِ بحث میں اجماع کو اختیار کیا جائے گا۔ اور اسے کتاب و سنت کے بعد شریعتِ اسلامی کی تیسری اصل قرار دیا جائے گا کما کتاب اللہ میں ہے: وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ . . . اِلٰى مَصِيْرًا (نساء: ۱۱۵)۔ اس آیت میں اجماع کی بنا پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبیل المومنین (اہلِ ایمان کے متفقہ راستہ) سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار کرنے والے کو عذاب کی دھمکی دی ہے اور اگر سبیل المومنین کا ترک کر دینا ممنوع نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کی شدید وعید نہ ہوتی۔ اسی طرح سنتِ رسول کی واضح ہدایات ہیں:

۱۔ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً — جس نے اطاعت چھوڑ دی اور جماعت مسلمین سے علیحدگی اختیار کر لی وہ جاہلیت کی موت مرا۔

۲۔ لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِي عَلَى خَطَأٍ۔ — میری امت غلط بات پر جمع نہیں ہو سکتی۔

کسی حکم شرعی کے ایجاب و اثبات میں کتاب و سنت کی دلیل کو جو قوت اور اہمیت حاصل ہے اجماع کے لیے بھی فقہائے امت نے اسی قوت و اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔[1]

اجماع کی اس اہمیت کو اور قانونِ اسلامی میں اس کے ماخذ ثالث ہونے کو دیکھ کر جرمن مستشرق گولڈ زیہر (GOLD ZIHER) انگشت بدنداں ہو کر لکھتا ہے:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ماخذ قانون — اجماع — قوت کا ایسا منبع اپنے اندر پنہاں رکھتا ہے جو اسلام کو دوامی طور پر متحرک بناتے ہوئے ہے اور اُسے پوری آزادی کے ساتھ تغیر پذیری کی صلاحیت سے بہرہ مند کیے ہوئے ہیں۔ یہی وہ سرچشمہ ہے جو شخصی استیلاء کے استبداد اور بے روح اقتدار کے غرور کا تیر بہدف علاج مہیا کرتا ہے۔"

اقسامِ اجماع اجماع کے وقوع کی چار صورتیں ہیں:

۱۔ مجتہدینِ امت نے کسی ایک رائے پر اتفاق کر لیا ہو۔ اسے اجماع قولی کہتے ہیں۔

۲۔ کسی معاملے میں امت کا متفقہ تعامل چلا آ رہا ہو اسے اجماع عملی کہتے ہیں

۳۔ بعض اہلِ فتویٰ نے کسی مسئلے میں رائے بیان کی ہو جس پر باقی اہلِ فتویٰ مطلع ہونے کے بعد خاموش رہے ہوں۔

۴۔ چند اہلِ فتویٰ کا کسی معاملے پر تعامل ہو، جس پر باقی اہلِ فتویٰ نے مطلع ہونے کے باوجود کوئی

[1] کشف الاسرار لعبد العزیز البخاری شرح اصول البزدوی۔ جزء ثالث ص ۲۲۷۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعتراض یا تنقید نہ کی ہو۔

اجتہاد اجتہاد کا لغوی مفہوم یہ ہے: کسی کام کو سر انجام دینے میں پوری قوت صرف کر دینا۔ اسی لیے عربی میں لفظِ اجتہاد کا استعمال ایسے کاموں کے لیے کرتے ہیں جو محنت اور مشقت سے انجام پاتے ہوں مثلاً یہ تو کہا جائے گا: فُلَانٌ اِجْتَهَدَ فِیْ حَمْلِ الرَّحٰی (فلاں شخص نے چکی اٹھانے میں پوری قوت صرف کردی)۔ لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ: فُلَانٌ اِجْتَهَدَ فِیْ حَمْلِ خَرْدَلَةٍ اَوْ نَوَاةٍ (فلاں نے رائی کے دانہ کو یا گٹھلی کو اٹھانے میں پوری طاقت صرف کردی)۔

اہلِ اصول اجتہاد کی تعریف یہ کرتے ہیں:

بَذْلُ الْجُهْدِ فِیْ اِسْتِخْرَاجِ الْاَحْكَامِ مِنْ شَوَاهِدِهَا، اَلدَّالَّةِ عَلَيْهَا بِالنَّظْرِ الْمُؤَدِّیْ اِلَيْهَا۔	کتاب و سنت کے ایسے شواہد سے، جن میں نئے احکام کے لیے رہنمائی موجود ہو، انتہائی کوشش اور گہری بصیرت کے ساتھ نئے احکام کا استنباط کرنا۔

کتاب اللہ، سنتِ رسولؐ اور اجماع سے جب کسی زیرِ بحث مسئلے میں حکم فراہم نہ ہو رہا ہو، تو اجتہاد کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اور جیسا کہ پیچھے گذر چکا ہے، ایسی صورت میں خود کتاب و سنت اجتہاد کو قانونِ اسلامی کی اصلِ رابع قرار دیتے ہیں۔ کتاب اللہ کے ان ارشادات سے اس کا ثبوت ملتا ہے: (۱) اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ (۲) كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (۳) كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ سنتِ رسول میں اس کا جامع ثبوت حضرت معاذ بن جبل کی حدیث میں موجود ہے، جس میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو آپؐ نے اُن سے دریافت فرمایا: بِمَ تَقْضِیْ؟ (تم فیصلے کس طرح کرو گے؟)۔ معاذ نے کہا: بِمَا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ؟ (کتاب اللہ کے مطابق)۔ آپؐ نے فرمایا: فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ؟ (اگر کتاب اللہ سے تمہیں ہدایت نہ ملے تو کیا کرو گے؟) معاذ نے کہا: اَقْضِیْ بِمَا قَضٰی بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ (رسولِ خدا کے فیصلوں کو دارومدار بناؤں گا)۔ آپؐ نے فرمایا: فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْمَا قَضٰی بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ (رسولِ خدا کے فیصلوں سے بھی اگر تم کو رہنمائی نہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملے گی تو کونسا طریقہ اختیار کرو گے ؟) معاذؓ نے کہا: اَجْتَهِدُ بِرَأْيِي (اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا)۔
چنانچہ حضرت معاذؓ کے اس جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِهِ (اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے رسول کے نمائندے کو راست روی کی توفیق دی)
مذکورہ آیاتِ قرآنی سے اور حدیثِ معاذ سے واضح ہوتا ہے کہ اس اصل رابع کے متعدد نام ہیں:
(۱) اجتہاد (۲) رائے (۳) تعقل (۴) اس کا ایک نام قیاس بھی ہے، یہ نام حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے نام اپنے ایک مکتوب میں استعمال کیا ہے، آپ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا تھا: اَلْفَهْمَ اَلْفَهْمَ فِيمَا تَلَجْلَجَ فِي صَدْرِكَ مِمَّا لَيْسَ فِي كِتَابٍ وَّلَا سُنَّةٍ، اِعْرِفِ الْاَشْبَاهَ وَالْاَمْثَالَ وَقِسِ الْاُمُوْرَ عِنْدَ ذٰلِكَ (جو حکم تم کو کتاب و سنت میں نہ ملے اور اس کے متعلق تمہارے دل میں کھٹک ہو تو خوب غور سے کام لو اور کتاب و سنت میں اس کے مماثل و متشابہ احکام دریافت کرو اور پھر ان پر قیاس کرو۔)

میں نے ان چاروں اسماء میں سے صرف لفظ "اجتہاد" اختیار کیا ہے، کیونکہ یہ لفظ ان تمام الفاظ سے جامع ہے اور اس میں باقی تینوں کلمات کا مفہوم شامل ہے۔

اجتہاد صرف شخصی اور انفرادی رائے کا نام ہے۔ جس پر تمام مجتہدین کا اتفاق نہ پایا جاتا ہو۔ کیونکہ اگر تمام مجتہدین کسی اجتہاد پر اتفاق کریں تو وہ اجتہاد سے آگے بڑھ کر اجماع قرار پا جائے گا۔ اور اجماع اجتہاد سے زیادہ قوی الحکم ہوتا ہے اور درجہ کے لحاظ سے بھی اجتہاد اجماع سے مؤخر ہے۔

اجتہاد کا دائرہ اور مرحلہ دائرہ اجتہاد میں صرف وہی امور شامل ہیں جن کے بارے میں کتاب و سنت خاموش ہو۔ مجتہد کا کام یہ ہے کہ وہ ایسے امور کا حکم شرعی دریافت کرنے کے لیے کتاب و سنت میں غواصی کرے اور ان سرچشموں میں سے ایسے احکام کی جستجو کرے جو غیر منصوص احکام سے مشابہت و مماثلت رکھتے ہوں اور پھر انہی احکام پر قیاس کر کے نئے احکام پر حکم شرعی لگائے (جیسا کہ حضرت عمرؓ کے مذکورہ خط میں اس کی تفصیلات موجود ہیں)۔ گویا مجتہد کی یہ تمام ترکد و کاوش قرآن کے "نور" اور سنت کی "ہدایت" تک پہنچنے کی خاطر ہوتی ہے۔ یا آپ چاہیں تو ان دونوں

© rasailojaraid.com